ایمان کے وہ دعویدار

جن کو اللہ مؤمن نہیں مانتا

ابوالحسن غفرلہ

"انتساب"

مشکلات کا سفر تو شادی کے چند دن بعد ہی شروع ہو گیا تھا اچھی طرح یاد ہے کہ میری بہت ہی پیاری سی بچی آنکھوں کی ٹھنڈک بنی تو چند دن بعد ہی اسیری نے آ لیا، آج جب جگر کا ٹکڑا اپنا گھر بنانے جا رہی ہے تب بھی اسے پیار دے کر اپنے گھر رخصت کرنے کی سکت نہیں، جگر پارہ پارہ اور کندھوں پر بھاری بوجھ ہے مگر میرا پیارا اللہ جس پر خوش ہے، میں اسی پر خوش ہوں، دامن میں کچھ نہیں جو میں اپنی پیاری بیٹی کو دے سکوں، بس اپنی اس کاوش کو اپنی نورِ نظر کے نام کرتا ہوں اس التجاء کے ساتھ کہ میرا محبوب اللہ میری بیٹی کو ایسا بنا دے کہ میرے اللہ کو وہ پسند آ جائے۔

صفحہ	عنوانات
3	انسانیت کی خدائی تقسیم
5	انسانیت کا دوسرا طبقہ
7	انسانیت کا تیسرا طبقہ
8	ایمان کے جھوٹے دعویداروں کو پہچاننے کی پہلی علامت
11	دوسری علامت: وہ دھوکہ دینے کیلئے خود کو مؤمن کہتے ہیں
15	ان کو پہچاننے کی تیسری علامت تقیہ ہے
17	وہ گروہ جن کا دین تقیہ ہے
19	چوتھی علامت: اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے والے
21	پانچویں علامت: وہ ناموں کی حقیقت بدل دیتے ہیں
23	چھٹی علامت: صحابہ کرام پر تبرا
26	ساتویں علامت: کفار کے ساتھ خفیہ تعلقات
29	آٹھویں علامت: وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہو گئے
31	آخری گزارش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”انسانیت کی خدائی تقسیم“

قومی، مذہبی، لسانی، جغرافیائی وغیرہ جیسی بے شمار تقسیمات میں بٹی انسانیت کی اللہ جل شانہ نے صرف تین قسمیں بنائی ہیں جو دراصل حقیقی اور واقعی تقسیم ہے، اس کے علاوہ یا تو محض تعارف کی غرض سے افراد بشر کو کئی قبائل کے ناموں سے تقسیم کیا گیا ہے تا کہ تعارف اور پہچان آسان ہو جائے اور یا پھر مصنوعی بنیادوں پر مفاد پرستوں نے ذاتی اغراض کی خاطر تفرقہ پیدا کر دیا ہے جو کوئی اچھا اقدام نہیں ہے۔

اللہ جل شانہ نے سورۃ بقرہ کے ابتدائی دو رکوعات میں انسانیت کو نہ صرف ۳ طبقات میں تقسیم فرمایا بلکہ ان کا خوبصورت پیرائے میں تعارف بھی کروایا ہے چنانچہ سورۃ بقرہ کے ابتدائی حروف مقطعات کے بعد قرآن پاک کی حقانیت و جامعیت اور اس کا لاریب ہونا بیان فرماتے ہی انسانیت کے پہلے طبقہ کا ذکر فرمایا اور چھ علامات کے ذریعے سے ان کا تعارف پیش فرمایا۔ اس پہلے طبقہ کا تعارف سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۳ اور ۴ دو آیات پر مشتمل ہے جس کے مطابق

یؤمنون بالغیب	وہ غائب پر ایمان لاتے ہیں
و یقیمون الصلوۃ	وہ نماز قائم کرتے ہیں
ممار زقناھم ینقفون	ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں
یؤمنون بما انزل الیک	آپ پر اتری وحی پر ایمان لاتے ہیں
وما انزل من قبلک	اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا (اس پر بھی وہ ایمان لاتے ہیں)

وبالاخرة هم يوقنون اور آخرت کے دن پر وہ پختہ یقین رکھتے ہیں

ان چھ صفات کے ذریعے سے متعارف کروایا جانے والا انسانیت کا وہ پہلا طبقہ ہے نزول قرآن اور صاحب قرآن کے دور میں جن کا نام صحابہ تھا پھر اگلے زمانہ میں وہ تابعین کہلائے اور اس کے بعد والے زمانہ میں تبع تابعین کے نام سے یاد کیے گئے علی ہذا ان چھ صفات سے پہچانے جانے والے حضرات کا انجام وانعام بھی اللہ جل شانہ نے ارشاد فرما دیا ہے جو آیات مذکورہ کے متصل بعد آیت نمبر ۵ میں ان الفاظ کے ساتھ نازل ہوا۔

اولئک علی هدی من ربهم و اولئک هم المفلحون

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں

روئے زمین پر سب سے پہلی جماعت جو ان آیات میں پائی جانے والی صفات سے متصف ہوئی اور جس جماعت کو ان صفات جمیلہ سے متصف ہونے کی وجہ سے ان کے رب کی جانب سے ہدایت کا تمغہ اور فلاح وفوز کا سٹیفکیٹ عطاء ہوا وہ صحابہ کرام کی وہی جماعت ہے جن کو اللہ جل شانہ نے

اولئک هم الراشدون وہی ہیں ہدایت والے

اولئک هم الفائزون وہی ہیں پوری کامیابی حاصل کرنے والے

اولئک هم المؤمنون حقا وہی ہیں پکے مؤمن

رضی الله عنهم و رضوا عنه اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ پر راضی ہوئے

اولئک حزب الله وہی اللہ کی جماعت ہیں

تراهم رکعاً سجدا تو ان کو رکوع وسجود میں دیکھے گا

فعلم ما فی قلوبهم ان (صحابہ) کے دلوں میں جو (اخلاص ہے) اس کو وہ جانتا ہے

لقد رضی اللہ عن المؤمنین — تحقیق اللہ راضی ہو گیا مؤمنین سے

اذ یقول لصاحبہ لاتحزن — جب وہ (محمد ﷺ) اپنے صحابی (ابوبکر صدیقؓ) سے کہہ رہے تھے کہ غم مت کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

جیسے القاب و اعزازات سے نوازا ہے: یہی مبارک جماعت خیر امت کی اساس بنی ہے دعویٰ نبوت کے شاہد ہیں، اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے ناقل ہیں، فرمان نبوت کے راوی ہیں، سنت نبوی ﷺ کے عامل کامل اور میراث نبوی کے حامل ہیں۔

"انسانیت کا دوسرا طبقہ"

دوسرے طبقہ کا تعارف سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۶ اور ۷ دو آیات پر مشتمل ہے ان کا نام کافر ہے جو اپنے کفر پر ایسی ضد کے ساتھ جمے ہوئے تھے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے مشاہدات کو بھی نظر انداز کر جاتے وہ دیکھتے تھے کہ آسمان بغیر ستونوں کے کھڑا ہوا ہے، جب سے یہ آسمان بنا ہے اس وقت سے آج تک نہ تو اس کو کبھی زنگ لگا نہ پرانا ہوا نہ رنگ بدلا اور نہ کسی جگہ اس میں کجی آئی وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ سورج طلوع بھی ہوتا ہے اور غروب بھی، سال بھر میں ہر ہر دن کیلئے اس کے طلوع و غروب ہونے کی جگہ مقرر ہے زمانوں یہ زمانے گزر گئے مگر کبھی بھی نہ اوقات طلوع و غروب میں ایک لمحہ بھر کا کبھی فرق پیدا ہوا اور نہ ہی طلوع و غروب کی مقررہ جگہ میں کوئی ذرہ بھر فرق آیا اسی کے ساتھ رات اور دن کے آنے اور جانے کا مقررہ نظام ہے کہ نہ تو کبھی رات ایک لمحہ کی تاخیر سے آئی نہ گئی اور نہ ہی دن نے اپنے لئے مقرر کئے ہوئے نظام میں ذرہ برابر تقدیم یا تاخیر کی روز اول سے مشاہدہ کرنے والوں کے مشاہدہ والے دن تک گردش ایام کا سلسلہ اپنے مقرر کئے ہوئے

نظام کے ساتھ جاری ہے رات کے تاریک سناٹوں میں چاند اور ستاروں کا جو حسین منظر پیدا کیا گیا اللہ کی دی ہوئی آنکھوں سے اس حسین و جمیل منظر کا مشاہدہ بھی کیا گیا کہ چاند کبھی ہلال ہوتا ہے تو کبھی بدر کامل کبھی چھوٹی سی لکیر نظر آتا ہے اور کبھی دھیمی دھیمی روشن کرنیں بکھیرنے والا حسین و جمیل بدر تمام۔ مگر ایسا نہیں کہ قمری مہینہ کی پہلی یا دوسری یا ابتدائی پانچ چار راتوں میں تو وہ بدر کامل ہو مگر درمیانی عشرہ میں چھوٹی سی لکیر بن کر رہ جائے۔ نہیں بلکہ جس تاریخ کو جتنا وجود اس کیلئے مقرر کیا گیا ہے اس تاریخ کو اپنے مقرر کئے ہوئے وجود سے کبھی بھی بدل نہیں سکا ایسے ہی رات کے وقت جس ستارے نے جس وقت جس جگہ سے طلوع ہونا اور جس جگہ غروب ہونا ہے زمانوں پہ زمانے گزر جانے کے باوجود اس میں کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی، کافر یہ بھی دیکھتے کہ زمین بلکل مردہ اور بے جان ہے مگر مقررہ نظام کے تحت اس زمین میں کسی چیز کا دانہ ڈال کر گویا مٹی میں ملا دیا جاتا ہے مگر کوئی ذات تو ہے جو اس مٹی میں ملا دیئے گئے دانے کو ایک نئ خوبصورت شکل وصورت کے ساتھ پورا بنا دیتی ہے انسانی ضرورت کو پورا کرنے والی کتنی ہی چیزوں کو اس ذات نے اسی مردہ زمین سے اپنی کمال قدرت کے ساتھ پیدا فرمایا اس ذات حق نے اپنی قدرت کا یہ منظر بھی دکھایا کہ ایک ہی طرح کی زمین ہے ایک ہی کھیت، ایک ہی نہر یا نالہ کا پانی، ایک ہی طرح کی آب وہوا کھیتی بونے والا کسان جو اس کھیت کی خدمت ونگرانی کر رہا ہے وہ بھی ایک ہے مگر اس ایک کھیت میں ایک درخت پر آم دوسرے پر امرود تیسرے پر مالٹا اور چوتھے پر انار پیدا ہو رہے ہیں امرود کا ذائقہ، رنگ، لذت اور فائدہ باقی تینوں سے الگ تھلگ ہے یہی حال آم، مالٹا اور انار کا ہے کہ سب کا ذائقہ الگ الگ، رنگ الگ الگ اور لذت الگ الگ ہے حالانکہ زمین اور اس پودے کی پیدائش کے ذرائع سب ایک ہی ہیں یہ وہ مشاہدات ہیں جو انہوں نے دیکھے مگر اس کے

باوجود ایمان نہ لائے کیوں کہ ضد کے مرض نے ان کو ماننے کی صلاحیت سے محروم کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تعارف یوں کروایا کہ: مسلسل جرائم کے باعث ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی گئی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے لہٰذا ان کو جہنم کے عذاب عظیم سے ڈرانا نہ ڈرانا سب برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے، اس دوسرے طبقہ کا تعارف کروانے کے متصل بعد ساتویں آیت کے آخر میں انکا انجام بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس دوسرے طبقہ کیلئے جہنم کا بہت بڑا عذاب ہے۔

”انسانیت کا تیسرا طبقہ“

سورۃ بقرہ کی ۸ آیت سے ۲۰ آیت تک ۱۳ آیات پر مشتمل دوسرے کامل رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس تیسرے طبقہ کا تعارف ایسی واضح اور ٹھوس علامات کے ذریعہ کروایا ہے کہ دیکھنے اور پڑھنے والے کو اس طبقہ کے پہچاننے میں ذرا برابر شک شبہ نہیں رہنے دیا، انسانیت کا یہ تیسرا طبقہ کام اور انجام کے اعتبار سے مخلوق خدا کا بدترین طبقہ ہے جو اللہ جل شانہ کی نافرمانی اور مخالفت کرنے میں کفر کی اس آخری حد سے بھی آگے نکل گیا ہے جس کفر کی سزا دائمی طور پر عذاب عظیم اور ہمیشہ کی رسوائی ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے جہاں میں سب سے بڑا جرم کفر ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے یعنی ہمیشہ کی جہنم، مگر اس کفر کے ہم پلہ ایک اور کفر بھی ہے، یعنی دھوکہ ”خداعہ“۔ انسانیت کے اس تیسرے طبقہ نے کفر کا بار بھی اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا کہ ان کے دلوں میں تو کفر، اسلام سے عداوت، قرآن سے دشمنی، صاحب قرآن سے نفرت اور صحابہ کرام یعنی انسانیت کے پہلے طبقہ کے بارے میں غیظ وغضب بھرا ہوا تھا مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے وہ بڑھ چڑھ کر خود کو

مسلمان بتاتے تھے، اس طرح انہوں نے کفر کے ساتھ دھوکہ بازی کو بھی جمع کرلیا جس کی وجہ سے یہ ڈبل کافر ہوگئے، انسانیت کے پہلے دو طبقات کی طرح اس تیسرے طبقہ کا بھی اللہ جل شانہ نے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ تعارف کروایا ہے جو جامع بھی ہے اور مفصل بھی:

فرمایا: کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ (حقیقت میں) مؤمن نہیں۔ یعنی مؤمن نہ ہونے کے باوجود خود کو مؤمن کہتے ہیں۔

"ایمان کے جھوٹے دعویداروں کو پہچاننے کی پہلی علامت"

اس پورے رکوع میں ان کو پہچاننے کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں

نمبرا۔ مؤمن بننے کیلئے جن عقائد و ایمانیات کا ماننا ضروری ہے ان میں سے کچھ ایمانیاں کو مانتے ہیں اور انہی بعض ایمانیات کے سہارے خود کو مؤمن باور کراتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ ایمان کو نقل فرماتے ہوئے ان کے دعویٰ ایمان کی دلیل بھی نقل فرمائی کہ "**امنا باللہ و بالیوم الآخر**" کہ ہمارا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے۔ گویا ان دو ایمانیات کے سہارے اپنے مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، جبکہ مؤمن بننے کیلئے تو ان تمام ایمانیات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے جن کا یقینی بیان ہادی عالم ﷺ نے فرما دیا، ایمانیات میں سے کسی ایک عقیدہ کا انکار کرنے سے بندہ کافر ہوجاتا ہے جیسے کسی ایک بیماری لگنے سے بندہ بیمار ہوجاتا ہے یعنی ہر ہر عقیدہ اسلام کو ماننا مسلمان بننے کیلئے تو لازم ہے مگر کافر ہونے کیلئے ہر ہر عقیدہ کا انکار کوئی ضروری نہیں صرف ایک عقیدہ کا انکار ہی بندے کو دائرہ اسلام سے باہر کرنے کیلئے کافی ہے بلکل اسی طرح جیسے تندرست اور صحت مند کہلانے کیلئے تو ہر ہر مرض سے محفوظ اور بچا ہوا ہونا ضروری ہے اگر

ایک مرض بھی لاحق ہو جائے تو بندے کا نام صحت مند افراد کی فہرست سے نکل کر بیماروں کی فہرست میں آ جاتا ہے مگر بیمار مریض ہونے کیلئے ہر ہر مرض کا لگنا کوئی ضروری نہیں ایک آدھ مرض ہی اس کے مریض کہلانے کیلئے کافی ہے۔

اب ان تمام افراد کی فہرست سامنے رکھ لی جائے جو خود کو مؤمن کہتے ہیں پھر ان کے ایمانیات والے نظریہ کو دیکھا جائے کہ ایمانیات کے ماننے اور نہ ماننے کے بارے میں ان کے عقائد کیا ہیں؟ مثلاً

عقیدہ توحید کے باب میں کن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے منزا اور پاک ہے اور کون کہتے ہیں کہ اللہ کو بدا ہو گیا ہے۔

بدا کا معنی ہے، کسی شے کا مخفی ہونے کے بعد ظاہر ہونا اور جہالت کے بعد اس کا علم حاصل ہونا (بحار الانوار، ج ۴، ص ۹۳ تحت الحاشیہ)

یعنی کچھ چیزیں اللہ جل شانہ سے چھپی ہوئی ہوتی ہیں جن کا بعد میں پتہ چلتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ ۷۰ ہجری کے بعد آسانی کا وعدہ فرمایا تھا مگر جب لوگوں نے حضرت حسینؓ کو ۶۰ ہجری میں کربلا کے اندر شہید کر دیا تو اللہ جل شانہ کو غصہ آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا نہ فرمایا کیونکہ حضرت حسینؓ کی شہادت والے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کو بدا ہو گیا تھا لہٰذا جب اصل صورت حال کھل گئی تو اللہ نے اپنا آسانی کرنے والا وعدہ بھی پورا نہ کیا

گویا اللہ تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو اللہ کو بھی مانتے ہیں اور بدا کو بھی

اللہ مددگار بھی ہے اور علی، حسین، پنجتن پاک بھی

اللہ بھی رب ہے اور علی بھی

جزا کے دن کا اللہ بھی مالک ہے اور علی بھی

جہنم میں ڈالنے کا اختیار اللہ کو بھی ہے اور علی کو بھی

الغرض عقیدہ توحید کے باب میں کچھ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے ہاں ایک واضح تقسیم موجود ہے کہ خدائی کمالات کے مقام پر اہل اسلام کے ہاں جہاں جہاں اللہ کا نام آتا ہے ان مدعیان ایمان کے ہاں وہاں وہاں علی کا نام فٹ ہوتا ہے

قرآن فرماتا ہے کہ دین میں داخل ہونیوالے افواج ہیں مگر کچھ ایمان کا دعویٰ کرنیوالے وہ بھی ہیں جو حضرت علی اور چند دیگر حضرات کے سوا باقی سب کو العیاذ باللہ، کافر، منافق، مرتد اور جہنمی کہتے ہیں

قرآن پاک فرماتا ہے نبی کی ازواج امت کی مائیں ہیں، جن کو اللہ جل شانہ نے ہر گندی سے پاک فرما دیا ہے (الاحزاب)، مگر کچھ ایمان کے دعویداران میں سے بعض ازواج کو (العیاذ باللہ) منافقہ، ملعونہ، کافرہ، جہنمی وغیرہ کہتے ہیں

قرآن کریم میں نبی کی بیٹیوں کیلئے لفظ بنات جمع کا صیغہ موجود ہے جس کا عملی نمونہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی چار بچیوں کی خوب پرورش اور تربیت فرمائی اور خود ان کی شادی کی مگر بعض ایمان کے دعویدار نبی زادیوں پر ظلم کا یہ پہاڑ گرا دیتے ہیں کہ چار میں سے ۳ نبی کی بیٹیاں نہیں ہیں۔

الغرض۔ صرف لفظ توحید کو ماننے کا دعویٰ کر کے عقیدہ توحید کی تمام جزئیات کا انکار کرتے ہیں جبکہ خود کو عقیدہ توحید ماننے والا باور کرانے کیلئے فقط لفظ توحید کا سہارا لیتے ہیں عقیدہ رسالت ماننے کا دعویٰ کر کے اس عقیدہ کے دیگر اجزاء کی طرح جزو اعظم یعنی عقیدہ ختم نبوت اڑاتے ہیں اور مسند نبوت پر پورے ۱۲ افراد کو بٹھا کر اس بات کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ امت کا نبی سے رشتہ کٹ کر ان ۱۲ کے ساتھ جوڑ دیا جائے کیونکہ دین تو صرف اور صرف ان بارہ معصوم اماموں سے ہی مل سکتا ہے اس کے باوجود وہ اس عقیدہ کو ماننے والا باور کرانے کیلئے لفظ عقیدہ رسالت کو ماننے کا

سہارا لیتے ہیں، عقیدہ رسالت کا ہی یہ جزو ہے کہ انبیاء سے کوئی غیر نبی افضل نہیں مگر ایک ایمان کا دعویدار گروہ وہ بھی ہے جو بارہ اماموں کو انبیاء سے افضل بتاتا ہے اور اپنے دعویٰ ایمان کی سند میں لفظ عقیدہ رسالت پر ایمان لانے کو بیان کرتا ہے ایسے ہی ایمان بالقرآن کا عقیدہ ہے، ۲ ہزار سے زائد روایات تو صرف معصوم اماموں سے نقل کر کے اس دین نے جمع کر رکھی ہیں جو مصحف عثمانی کو تحریف شدہ بتاتی ہیں مذید یہ بھی کہ اس قرآن پاک کو مختلف ٹکڑوں وغیرہ سے ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ حضرت عمرؓ نے دیا اور جمع صدیق اکبرؓ نے کروایا اور نقلیں کروا کر دنیا بھر میں حضرت عثمانؓ نے پھیلایا، ۲ ہزار تحریفی روایات جمع کرنے والا مدعی ایمان گروہ نہ صدیق اکبرؓ کو مؤمن مانتا ہے نہ ہی فاروق اعظم اور حضرت عثمانؓ کو مگر اس کے باوجود قرآن پر ایمان کا دعویدار ہے اس دلیل کی بنیاد پر کہ حضرت علیؓ نے قرآن جمع کیا تھا جو بارھویں امام کے پاس ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کا دعویٰ بھی کچھ اسی طرح کا ہے بحار الانوار میں مفصل روایات درج ہے کہ فطرس فرشتہ نے حضرت علی کی امامت ماننے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر اس کے پر توڑ دیئے گئے (وغیرہ) گویا فرشتوں کی بھی دو قسمیں ہیں کچھ تو بلکل ٹھیک ہیں جو علی کو امام مانتے ہیں جبکہ کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے علی کو امام نہیں مانا اس عنوان کی روایات ان کے ہاں بہت ہیں۔

مذید معلومات کیلئے ابوالحسن کی کتاب ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری علامت

''وہ دھوکہ دینے کیلئے خود کو مؤمن کہتے ہیں''

تیسرے طبقہ کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ دھوکہ دینے کیلئے خود کو مؤمن کہتے ہیں عربی میں

''خداع'' کا جو لفظ آیا ہے اس کا معنیٰ ''دل میں ایک بات کو چھپا کر اس کے خلاف ظاہر کرنا'' ہے یعنی دھوکہ باز اپنے دشمن کے سامنے اس دشمن کو بڑا گہرا اور محبوب دوست اور اپنے دوست کو دشمن بنا کر ظاہر کرتا ہے خداع کا پورا مفہوم یہ ہے کہ مخاطب سے ایسی بات چھپائی جائے جو اس کیلئے ضررساں اور نقصان دہ ہو اور مخاطب کے سامنے اس کو ایسے رنگ میں رکھا جائے کہ اس کا ضرررساں پہلو پوری طرح چھپا رہے اب وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہوں مگر ان کا یہ دعویٰ ایمان اللہ اور مؤمنین کو دھوکہ دینے کیلئے ہو وہ کون لوگ ہیں؟ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۹ میں جو دوسری علامت بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں، اہل علم کے فرمان کے مطابق اس سے مراد بھی اہل ایمان کو دھوکہ دینا ہے پس معمولی سا غور کیا جائے تو اس گروہ کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے جو گروہ خود کو مؤمن کہتا ہے مگر امر واقعہ کچھ اور ہے پہلے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں

ا۔ایک خاص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰ کاظم سے عرض کی اور لرزے کے مارے اس کا بدن کانپ رہا تھا اے فرزند رسول خدا مجھ کو آپ کی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار کے بارے میں فلاں پسر فلاں کے منافق ہونے نے نہایت خوفزدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اس کا واقعہ بیان کر، اس نے عرض کی کہ میں آج اس کے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحب مجلس نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ ابن جعفر کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام نہیں مانتا تب حضرت کے اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہیں اور اگر میں اس کے غیر امام ہونے کا معتقد نہ ہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر جو اس بات کا معتقد نہ ہو خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی

لعنت ہو، صاحب مجلس نے یہ بات سن کر اس سے کہا خدا تجھ کو جزائے خیر دے اور تیری چغلی کھانے والے پر خدا کی لعنت ہو، حضرت نے جب یہ سرگزشت سنی تو اس شخص سے فرمایا وہ بات نہیں جو تو گمان کرتا ہے بلکہ تیرا ساتھی تجھ سے زیادہ دانشمند ہے اس نے جو یہ کہا کہ موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کہ امام نہیں مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰ ابن جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود امام ہے پس اس قول سے اس نے میری امامت کا اثبات کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی۔ (امام نے آگے شکایت گزار کو توبہ کا حکم دیا اس نے کہا مال تو نہیں مگر عبادت درود ملخص) اور تمہارے دشمنوں پر لعنت کرنے کے جو عمل کیے ہیں ان کا ایک حصہ اس کو ھبہ کرتا ہوں، حضرت نے فرمایا اب تو آتش دوزخ سے رہا ہوا (آثار حیدری۔ اردو ترجمہ۔ تفسیر حسن عسکری رصفحہ ۳۱۹)۔

۲۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں جو آج محلّہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمد ابن علی امام روافض کا ہم نشین ہے اس سے پوچھو رسول خدا کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اس نے جواب دیا کہ علی بعد رسول خدا سب سے بہتر ہیں تو اس کو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابو بکر ہے تو چھوڑ دینا، غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ **بعد رسول مختار** ﷺ **خیر الناس** کون شخص ہے تب میں نے ان کو جواب دیا **خیر الناس بعد رسول ابو بکر و عمر و عثمان** (تینوں ناموں کو مقام استفہام میں کہا) اور اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا اور علی کا نام نہ لیا یہ سن کر بعض کہنے لگے یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو اس جگہ علی کو بھی ذکر کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اس میں مجھ کو کچھ تامل ہے میں یہ نہیں کہنے کا: تب وہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ متعصب ہے ہمارا خیال اس

کی نسبت غلط نکلا یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے:۔۔۔اے فرزند رسول اس میں میرا کوئی جرم تو نہیں ہوا؟۔۔۔حضرت نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اس کا اجر تیرے لئے لکھا اور اس کو کتاب حکیم یعنی لوح محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کے عوض اس قدر چیزیں تیرے لئے واجب کیں کہ تمنا کرنیوالوں کی تمنائیں اس سے قاصر ہیں۔۔۔

۳۔تفسیر (حسن عسکری) کے راوی ابو یعقوب علی کا بیان ہے کہ ایک دن ہم امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہال عامہ میں مبتلا تھا اور وہ امامت کے باب میں اس کی آزمائش کرتے تھے اور اس کو قسمیں دلاتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں جوان کے ہاتھ سے خلاصی ہو میں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں وہ بولا مجھ سے کہتے ہیں اے شخص کیا تو قائل ہے کہ رسول خدا کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھ کو ''نعم'' کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ وہ مجھے مارتے ہیں اور جب میں نے نعم کہا تو بولے کہ واللہ کہہ تب میں نے کہا نعم اور میرا منشا اس نعم کے کہنے سے اونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جب وہ واللہ کہلائیں تو واللہ (جیسے ولی زید عن امر کذا) یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا، کہہ دیا کر اور وہ اس کو تمیز نہ کر سکیں گے اور تو سلامت رہے گا۔ یہ سن کر اس نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ میری اس بات کو معلوم کرلیں اور کہیں کہ واللہ کہہ اور ''ہ'' کو ظاہر کر۔ میں نے جواب دیا ''واللہ بہ ضمہ ھا'' کہہ دیا کر کیونکہ جب ''ہا'' پر کسرہ نہ ہوگا تو قسم میں داخل نہ ہوگا یہ سن کر وہ چلا گیا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ انہوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھ کو قسم دلائی اور جس طرح تو نے تعلیم دی تھی میں نے اسی طرح کیا، اس شخص کی یہ تقریر سن کر حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو بموجب حدیث جناب رسالتمآب ﷺ ''**الدال علی الخیر**

کفاعلہ ترجمہ: نیکی کی طرف رہبری کرنے والا گویا اس نیکی کا بجالانے والا ہے"۔خدا نے تیرے اس ساتھی کیلئے اس تقیہ کے عوض اس قدر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کی کہ اس کی تعداد ہمارے تقیہ کرنے والے شیعوں اور محبوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کردہ الفاظ کے حروف اوران تقیہ کرنے والوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی ان میں سے ایک ادنی نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہو جائیں اور چونکہ تو نے اس کو ہدایت کی ہے اس لئے تجھ کو بھی اس کی مانند ثواب ملا۔

(آثار حیدری اردو ترجمہ تفسیر حضرت حجتہ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری ؑ مترجم، مولوی سید شریف حسین بھریلوی: ناشر، عباس بک ایجنسی یوپی انڈیا صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۲)۔

تفسیر حسن عسکری کوئی عام شخص کی تفسیر نہیں بلکہ امامیہ دین کے مطابق وہ معصوم بھی ہیں اور مفترض الطاعتہ بھی! یعنی انکی اطاعت فرض ہے، معصوم امام کی اس تفسیر کے مطابق امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی اور خود صاحب تفسیر امام حسن عسکری نے قرآن کی تفسیر میں دھوکہ دینے کی جو تعلیم دی ہے اور مسلمانوں کو چکر دینے کے جو گر سکھائے اور ان فریب کاریوں پر جو بڑے بڑے اجر بتائے ہیں وہ ان واقعات سے صاف ظاہر ہیں، پس ان کے بقول جو معصوم امام ہیں انکے بیان کئے یہ واقعات ملاحظہ فرما کر قرآن پاک میں ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی یہ دوسری علامت پڑھیں، انشاء اللہ مطلع پوری طرح سے صاف ہو جائے گا۔

"ان کو پہچاننے کی تیسری علامت تقیہ ہے"

سورۃ بقرہ کی دسویں آیت میں انسانیت کے اس تیسرے طبقہ کی پہچان کیلئے جو علامت بیان کی گئی

ہے وہ ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے

''ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون (البقرہ/۱۰)''

ان کیلئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں

یہاں پر جو لفظ ''بما'' پر ''ب'' داخل ہے یہ یا توسبیہ ہے یا مقابلہ کی ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ ان کو عذاب الیم میں داخل کئے جانے کا سبب ان کا جھوٹ بولنا ہے، اس بارے میں اہل علم کے ارشادات پر مشتمل قدرے مفصل بحث ابوالحسن کی ''آیات الرحمٰن فی کشف الکتمان'' صفحہ نمبر ۱۸۹ ملاحظہ فرمائیں

یہاں ایک اہم اشکال یہ سامنے آتا ہے کہ جھوٹ اگرچہ گناہ کبیرہ اور ایک بھاری جرم ہے مگر بہر حال اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جھوٹ بولنے سے بندہ کافر نہیں ہو جاتا عقائد کی کتابوں میں اس پر مفصل بحث موجود ہے جب صورت حال یہ ہے تو پھر عذاب الیم جو کہ عذاب عظیم سے بھی سخت تر سزا ہے اس کا باعث جھوٹ کیسے ہوسکتا ہے، کیونکہ عذاب عظیم جہنم کے اس دائمی عذاب کو کہتے ہیں جہاں داخل کیا جانے والا وہاں سے کبھی نہیں نکالا جائے گا جبکہ عذاب الیم اس عذاب عظیم سے بھی سخت تر اور جہنم کے سب سے نیچے والے طبقہ کا عذاب ہے وہاں سے کسی جہنمی کے نکالے جانے کا تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، دوسری طرف اس عذاب کا باعث جھوٹ کو قرار دیا گیا ہے جو گناہ کبیرہ ہی سہی مگر کفر نہیں اور گناہ کبیرہ توبہ، کفارہ یا سفارش وغیرہ سے معاف نہ بھی ہو تب بھی اس کی سزا بھگتنے کے بعد بلآخر وہاں سے ضرور نکال لیا جائے گا کہ مؤمن گناہ گار بھی کیوں نہ ہو بہر حال جہنم کے عذاب میں ہمیشہ کیلئے نہیں ڈالا جائے گا، چنانچہ اسی بنا پر ارباب علم نے تکلفات سے کام لیا ہے، ''یَکْذِبُونَ'' اور ''یُکَذِّبُونَ'' والا اختلاف قراءت کا سہارا،

''یکذبون'' سے اللہ پر جھوٹ بولنا اور جھوٹ سے ایمان کا جھوٹا دعویٰ مراد لینے جیسے مختلف تکلفات ہیں جن کی مختصر سی بحث ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' صفحہ نمبر ۱۹۰ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

''وہ گروہ جن کا دین تقیہ ہے''

ایمان کا دعویٰ کرنے والے لوگوں میں ایک گروہ وہ بھی ہے جو کہتے ہیں

قال ابو جعفر التقیه من دینی و دین آبائی و لا ایمان لمن لا تقیته له (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۱۸، روائت نمبر ۱۲)

ابو جعفر فرماتے ہیں کہ تقیہ میرا دین اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے اور اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو تقیہ نہ کرے

امام ابو عبداللہ سے ابو یعفور راوی نقل کرتا ہے کہ

قال اتقوا علی دینکم فاحجبوه باالتقیه فانه لا ایمان لمن لا تقیته له (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۱۸، روائت نمبر ۵)

کہ امام نے فرمایا اپنے دین کے بارے میں ڈرتے رہو اور تقیہ کے ذریعہ سے چھپائے رکھو بے شک اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو تقیہ نہیں کرتا

ایک یہ بھی قول معصوم ہے کہ

قال ابو عبدالله یا ابا عمر ان تسعته اعشار الدین فی التقیه و لا دین لمن لا تقیته له (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۱۷، روائت نمبر ۲)

ابوعبداللہ نے کہا کہ اے ابوعمر نو حصے دین تقیہ میں ہے اور اس شخص کا کوئی دین نہیں جو تقیہ نہ کرے

ایک یہ روائت بھی ہے جو ابو بصیر نقل کرتے ہیں کہ

قال ابو عبدالله التقیته من دین الله قلت من دین الله ؟ قال و الله من دین الله ولقد قال یوسف ایها العیر انکم لسارقون، و الله ما کانوا سر قوا شئاً، و لقد قال ابراهیم انی سقیم و الله ما کان سقیماً (اصول کافی)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تقیہ اللہ کا دین ہے میں نے (تعجب سے) کہا کہ اللہ کا دین ہے؟ امام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ کا دین ہے، بہ تحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ خدا کی قسم انہوں نے کچھ چرایا نہ تھا اور بہ تحقیق حضرت ابراھیمؑ نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ اللہ کی قسم وہ بیمار نہ تھے۔

جو لوگ تقیہ کو اپنا دین کہتے ہیں ان کی اصول کافی سے لے گئی اس آخری روایت سے یہ بات بھی صاف صاف معلوم ہوگئی کہ تقیہ جھوٹ کا دوسرا نام ہے' روایت میں صاف لکھا ہوا ہے کہ قافلہ والوں کو چور کہا گیا حالانکہ اللہ کی قسم وہ چور نہ تھے، ابراھیمؑ نے کہا میں بیمار ہوں حالانکہ اللہ کی قسم وہ بیمار نہ تھے پس معمولی سی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ جو چور نہ ہو اس کو چور کہنا اور جو بیمار نہ ہو اس کو بیمار کہنے کا نام جھوٹ ہے پس یہ بات صاف طور پر معلوم ہوگئی ہے کہ تقیہ کو دین کہنے والوں کے نزدیک تقیہ جھوٹ کا نام ہے، اور جو لوگ تقیہ کے نام سے جھوٹ بولتے ہیں وہ اس جھوٹ بولنے کو کار گناہ سمجھ کر نہیں بولتے بلکہ ان کے نزدیک تو یہ جھوٹ اللہ کا دین، معصوم اماموں کا دین اور ان اماموں کے اباء کا دین ہے جو صرف حلال ہی نہیں بلکہ کار ثواب اور اجر عظیم کا باعث

ہے پس معلوم یہ ہوتا ہے کہ سورۃ بقرہ کی دسویں آیت میں جس جھوٹ پر عذاب الیم کی سخت ترین سزا کا اعلان فرمایا گیا ہے وہ کوئی اسی قسم کا جھوٹ ہے جس جھوٹ کو نہ صرف یہ کہ گناہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس جھوٹ کو اللہ کا دین کہہ کر غضب الٰہی کو دعوت دی جاتی ہے مذید ظلم در ظلم یہ کہ جھوٹ کو آل رسول کے نیک سیرت فرزندوں کا اور ان کے اباء کا دین بتایا جاتا ہے اس جھوٹ کے بولنے پر حیرت انگیز قسم کے اجر وثواب بتائے جاتے ہیں تقیہ کر کے ملعون امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کو نبی کی اقتدا میں صف اول کے اندر نماز ادا کرنے جیسا عمل بتایا جاتا ہے، لہٰذا ایمان کے کچھ دعوے داروں نے جھوٹ جیسے حرام کام پر تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر اسے صرف حلال ہی نہیں بتایا بلکہ اللہ کا دین، آل رسول کا دین، ان کے اباء کا دین اور بڑے بڑے اجر وثواب حاصل کرنے والا عظیم عمل بتانے کے ساتھ ساتھ تقیہ کے لبادہ میں جھوٹ نہ بولنے والوں کو بے دین اور بے ایمان تک بنا دیا گیا اور جس کذب کے ساتھ اتنے سارے جرائم ملا لئے گئے ہوں اس پر عذاب الیم کی سزا عین عدل پر مبنی ہے

ان معروضات کو ملاحظہ کرنے کے بعد ان لوگوں کی ایک فہرست بنا کر سامنے رکھ لیجئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور تلاش فرمایئے کہ کون لوگ تقیہ کو اپنا دین بتاتے ہیں اور اس جرم کی پاداش میں اللہ جل شانہ نے کس گروہ کو عذاب الیم کی سخت ترین سزا سنائی ہے۔

چوتھی علامت

" اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے والے "

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ١١ میں اس طبقہ کی ایک علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں جب ہی تو ان فساد پھیلانے والوں کی بری عادت کو نقل فرمایا ہے۔

فساد اصلاح کی ضد ہے، اب ذرا ایسے لوگوں کی فہرست سامنے رکھیں جو اپنے مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر ان ایمان کے دعویداروں کی عملی زندگی کا جائزہ لیں تا کہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے والوں کا پتہ چلایا جا سکے۔

جوں جوں محرم قریب آتا جاتا ہے شہری زندگی محدود سے محدود تر ہو کر رہ جاتی ہے۔ ملک کے تمام ادارے رات دن قیام امن کی کوششوں میں مصروف ہو جاتے ہیں، یوم عاشورا کا منظر آنکھوں کے سامنے رکھیے گلیاں بازار خون سے لت پت، ہزاروں وجود چھریوں سے زخمی اور خود کو زنجیروں سے مار مار کر لہولہان کر دینے کا منظر مردوں عورتوں کا سینہ کوبی کر کے ایک ہولناک منظر پیش کرنا، خود کو زنجیروں میں جکڑ کر قیدی بنا لینا، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ان حالات پر کچھ کہنے کی بجائے صرف ۲ باتیں پیش خدمت ہیں۔

(۱)۔ یہ کوئی لمبے اور طویل عرصہ پہلے کی بات نہیں ماضی قریب کی بات ہے، جب مذہبی اعتبار سے حساس ترین شہر جھنگ میں یہ بھی ہوا کہ داماد نبی، مظلوم مدینہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا اسم گرامی کتے پر لکھا گیا اور پھر اسے مسلمانوں کو دکھانے کیلئے گلیوں میں بھگا دیا گیا وہ کتے پر حضرت عثمانؓ کا نام لکھنے والا تو اب بھی ایران کے شہروں میں مزے کی زندگی گزارتا ہے اور اس صورت حال کے دیکھنے والے مسلمان خون کے آنسو رونے کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں، کیا یہ سب کچھ فساد نہیں؟ عین امن و اصلاح ہے؟

(۲)۔ وہ محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن تھا جب قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے والے بے گناہ بچوں پر برچھیوں کا آزادانہ استعمال ہو رہا تھا گولیوں کی بارش اور آگ کے بھڑکتے شعلے تھے، آج تک اس دن شہید و زخمی ہونے والے قرآن کے طالب علموں کی درست تعداد تو کوئی نہ بتا سکا

مگر یہ بات راز نہ رہی کہ جو گولیاں اُن بے گناہ نہتے قرآن پاک کے طالب علموں پر برس رہی تھیں اُن میں وہ اسلحہ بھی تھا جو سرکار کے ملازمین کے پاس تھا انہوں نے خود یہ اسلحہ اُن حملہ آوروں کو دیا یا چھینا گیا مگر یہ سب امر واقعہ ہے کہ پولیس اہلکاروں کا اسلحہ مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں استعمال ہوا، جو قیامت وہاں گزری وہ تو قیامت کے دن تک کم ہی جاننے والوں کے علم میں آسکے گی کہ اس دِن جب تک آگ لگانے والے کام کرتے رہے آمدورفت کے سارے راستے اُن کیلئے کھلے رہے مگر جب وہ محفوظ طریقے سے سب کچھ جلا گئے تو پھر پورا شہر سیل اور کرفیو کا نفاذ تھا، نہ میڈیا بول سکا اور نہ ہی کسی حاکم ومحکوم کو توفیق ہوئی۔

مذید ملاحظہ فرمائیں

دنیا کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ کسی مذہب کی مقدس شخصیات کو برا بھلا کہنا فساد کی آگ بھڑکانے کا باعث بنتا ہے اور یہ بھی ٹھوس حقیقت ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں تبرا و گالی دینا جائز نہیں چہ جائے کہ گالی دینے کو عبادت کہا جاسکے جبکہ ایک گروہ کے ہاں تبرا و گالی دینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ عبادت اور اعلیٰ درجہ کا کارِ ثواب ہے۔

پانچویں علامت

”وہ ناموں کی حقیقت بدل دیتے ھیں“

سورۃ بقرہ کی اسی گیارہوں آیت میں اللہ جل شانہ ان لوگوں کی ایک یہ علامت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد مت پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (البقرہ ۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے جس کام کو فساد قرار دے کر اس سے بچنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسی فساد

کو اصلاح قرار دے ڈالا جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کام کو فساد بتاتا ہے یہ اس فساد کو اصلاح قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو کفر یہ عقیدہ ہے یہ اسی کو اسلام کا عقیدہ باور کراتے ہیں۔ گمراہی کو ہدایت کے نام سے شراب کو شربت کہہ کر، خنزیر کا نام بکری رکھ کر پیشاب پر پانی کا لیبل چسپاں کر کے اور زہر پر تریاق کا نام لکھ کر کے بیچتے ہیں، یہ قلب حقیقت کے ماہر کون لوگ ہیں؟ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کی فہرست سامنے رکھیے اور پھر ملاحظہ کیجئے کہ

(۱)۔ نبی پاک ﷺ کی چار میں سے ۳ صاحب زادیوں کو انکار کر کے ان نبی زادیوں پر جو ظلم کیا اور ان کی والدہ مکرمہ کے قلب نازک پر جو چھری چلائی اور خود مجسمہ رحمت ﷺ سے ان کی ۳ صاحبزادیوں کا نسب جدا کیا، یہ کس قدر سنگین جرم اور قیامت خیز ظلم ہے مگر کیا اس جرم کا ارتکاب کرنے والے مدعی ایمان گروہ نے اس سنگین جرم کو جرم مانا؟ نہیں بلکہ جس طرح خود اللہ کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اور اکڑ کر کہا کہ اے اللہ جس کو آپ نے ہمارا فساد کرنا کہا ہے وہ تو اصلاح ہے اور ہم تو مصلح ہیں اسی طرح نبی کے سامنے بھی یہ لوگ اکڑ گئے اور خوب تکبر میں آ کر کہنے لگے جن کو آپ اپنی چار بیٹیاں کہتے ہو وہ تو صرف اور صرف ایک ہے باقی ۳ تو آپ کی بیٹیاں ہی نہیں۔

(۲)۔ مسجد پر حملہ آور ہونا اس کو آگ لگا دینا، دکانوں کو جلا کر خاک کر دینا اور قرآن پڑھتے بچوں کو بدترین سفاکی سے قتل کرنا، ان کی گردنیں کاٹ دینا، سب امر واقعہ ہیں، ۱۰ محرم کا جمعہ والا وہ دن کربلا بنا رہا، لاشیں تڑپتی اور زخمی بلبلاتے رہے، مگر اس دن سے لے کر بعد کے متعدد ایام تک تقیہ کو دین کہنے والوں نے کیا اس کو فساد مانا؟ کیا اس پر کسی دکھ یا رنج کا اظہار ہوا؟ میڈیا پر بیانات، تبصرے اور ٹاک شو

آج بھی ملاحظہ کر کے تسلی کر لیں اگر قرآن پاک کے بتائے ہوئے اس روشن نشان کا نظارہ سامنے نہ آئے تو پھر کہنا، واللہ قرآن پاک تو سچ کا علم بردار ہے وہ تو ہر راہ پوچھنے والے کو سیدھا راستہ ہی بتاتا ہے، کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جلے لاشوں کا دل خراش منظر سامنے ہے لاکھوں انسانوں کو تڑپا دیا گیا، مگر وہاں سے پھر بھی یہی اعلان نشر ہو رہا تھا کہ ہم تو اصلاح والے ہیں، اور یہ کہ یہ مدرسے دہشت گردی کا اڈا ہیں ان کو بند کرنا چاہیے، یہاں دہشت گردی کی ٹریننگ دی جاتی ہے اور یہ فرقہ واریت پھیلاتے ہیں ان کی وجہ سے امن خراب ہو رہا ہے اور فساد تو ان ہی نے کیا جو جمعہ پڑھ رہے تھے اور جو قرآن پڑھنے والے نہتے طالب علم تھے فسادی ٹولہ تو وہ ہے اور جنہوں نے بے گناہ قرآن پاک پڑھنے والے بچے ذبح کر دیئے، مسجد کو جلا ڈالا، کروڑوں کی املاک تباہ کر دیں وہ تو غم حسین منانے والے لوگ ہیں، بھلا ان کا کیا قصور، بلکہ وہ تو اصلاح والے ہیں ''انما نحن مصلحون''۔

چھٹی علامت

''صحابہ کرام پر تبرا''

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳ میں انسانیت کے اس تیسرے طبقہ کی چھٹی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ صحابہ کرام پر زبان درازی کرتے ہیں، فرمایا

اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جیسے صحابہ کرام ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف ایمان لائے ہیں (البقرہ/۱۳)

قرآن پاک نے بتایا کہ کچھ ایمان کا دعویٰ کرنیوالے ایسے لوگ بھی ہیں جو صحابہ کرام کو ''سفہاء'' (بے وقوف) کہتے ہیں اب جوان لوگوں کی تلاش شروع کی تو دیکھا کہ ایک گروہ بلکل یہی لفظ صحابہ کرام کے لئے استعمال کر رہا ہے چنانچہ بحار الانوار میں حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر کے

ایک طویل روائت میں لکھا ہے کہ

ولکن اسف یرینی و جزع یعترینی من ان یلی ھذہِ الامتہ فجارھا و سفھاء ھا یتخذون مال اللہ دولاً و کتاب اللہ دغلاً (بحارالانوار، ج ۳۰، ص ۱۶، تحت باب آخر)

لیکن مجھے اس پر افسوس ہے جو میں دیکھ رہا ہو اور میرا غم اس بات پر ہے کہ اس امت پر امت کے گناہ کار اور سفھاء (بے وقوف) لوگ حاکم بن گئے ہیں جنہوں نے اللہ کے مال کو ذاتی جائیداد بنالیا ہے اور اللہ کی کتاب کو ڈھال بنا رکھا ہے۔

اسی بحارالانوار میں رومی بادشاہ کی جانب سے ۱۰۰ چنے ہوئے عیسائی مناظروں کا مدینہ بھیجنا اور ان کا صدیق اکبر سے مناظرہ منقول ہے جو مناظر علی کے ہاتھ پر ایمان لا کر ان کے رفقاء بتائے جاتے ہیں اس روایت میں ہے کہ ان عیسائی مناظروں نے کہا

ما اعلمک وایا ھم الاوقد حملوک امر عظیماً و سفھوا بتقدیمھم ایاک علی من ھو اعلم منک (بحارالانوار، ج ۳۰، ص ۵۹، باب ۱۸، روائت نمبر ۱)

(اس عیسائی مناظر نے کہا) نہ تجھے علم ہے اور نہ اس (تیرے ساتھ والے) کو سوا اس کے نہیں کہ انہوں نے تیرے اوپر ایک بھاری بوجھ ڈال دیا ہے اور (علی) جو تجھ سے بڑا عالم ہے اس پر تجھ کو آگے کرنے میں وہ **سفیھہ** (بے وقوف) واقع ہوئے ہیں۔

گویا ان کے بقول حضرت علیؓ سے پہلے اور بعد میں منصب خلافت پر فائز ہونے والے صحابہ کرام اور ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے والے صحابہ کرام **سفھاء** (بے وقوف) تھے اور قرآن پاک کا صاف اعلان بھی یہی ہے کہ کچھ لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ بالکل مؤمن نہیں، ان ایمان کا جھوٹا دعویٰ کر کے مؤمنین کو دھوکہ دینے والوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ صحابہ

کرام کو سفھاء (بے وقوف) کہتے ہیں یہ تو تبرا اور صحابہ کرام پر زبان درازی کی بلکل ہلکی سی جھلک ہے کیونکہ "خیر القرون" کے دور میں وہ اتنا کچھ ہی تبرا کر سکتے تھے پھر جوں جوں ان کے قدم زمین پر پڑتے گئے ان کی زبان تبرا کی آگ شعلہ بار ہوتی گئی۔

نمونہ کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

عبداللہ دھقان امام رضاء سے نقل کرتا ہے کہ اللہ کے حجاب کے پیچھے ستر ہزار عالم ہیں جو جنوں اور انسانوں کی تعداد سے زیادہ ہیں اس عالم کے تمام لوگ فلاں اور فلاں (ابوبکر اور عمر) پر لعنت کرتے رہتے ہیں (بحاالانوار، ج ۳۰، باب ۳۰، ص ۱۹۸، روائت نمبر ۶۲)

ابوعلی خراسانی زین العابدین کی طرف منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے کہا ابوبکر و عمر دونوں کافر تھے اور جو ان سے محبت رکھے وہ بھی کافر ہے (ملخص)، (بحارالانوار، ج ۳۰، ص ۳۸۱)

کثیر النوی ابوجعفر کی طرف منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے کہا اگر مجھے فوجی طاقت حاصل ہو جاتی تو میں ابوبکر و عمر کے خلاف جہاد کرتا (ایضاص ۳۸۱)

ملا باقر مجلسی بحارالانوار جلد ۲۷ کے پہلے باب میں جی بھر کر تبرا کی روایات نقل کرنے کے بعد اپنا عقیدہ درج کرتا ہے کہتا ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار مرد بتوں اور چار مؤنت بتوں سے اور ان کے سارے اتباع کرنے والوں سے براءت کرنا واجب ہے اور (یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ) یہ (مذکورہ بت) اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۲۷، ص ۲۴، باب نمبر ۱)

جن چار مرد بتوں سے یہ دین براءت کرنا واجب قرار دیتا ہے وہ ان کے بقول حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت امیر معاویہ ہے مؤنت بت سے مراد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المؤمنین حضرت حفصہ، ہندہ اور ام الحکم ہیں۔

ساتویں علامت

”کفار کے ساتھ خفیہ تعلقات“

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴ میں اللہ جل شانہ نے اس تیسرے طبقہ کی ساتویں پہچان کفار کے ساتھ خفیہ تعلقات بتائے ہیں کہ جب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ملتے ہیں تو اپنے مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر جب یہ لوگ اپنے شیطانوں کے پاس خلوت اور تنہائی میں ہوتے ہیں تو اپنے اصلی عقیدے کا کھل کر اظہار بھی کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا و استھزاء بھی کرتے ہیں۔ (ملخص، بلفظ راقم ر البقرہ ر ۱۴)

اب وہ لوگ جو ایمان کے دعویدار بھی ہیں اور کفار کے ساتھ خفیہ مراسم اور تعلقات بھی رکھتے ہیں وہ کون ہیں؟ جب تلاش کیا جائے تو جو کچھ نظر آتا ہے وہ ان کے اندر بیٹھ کر قریب سے دیکھنے والے عینی شاہد سے سنئے وہ لکھتے ہیں

انقلاب کے بعد آیت اللہ خمینی نے ایرانی یہودیوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ انہوں نے ایرانی انقلاب کیلئے ایرانیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔

بغداد کے عربی روزنامہ الثھو ارا (۹۱۔۷۔۲۸) نے مکار شیطان (ایران) اور صیہونیت کے درمیان خفیہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ایرانیوں کے قول اور فعل میں بڑا تضاد ہے اور اس کی دوزخی حکمت عملی صاف عیاں ہے۔ وہ دنیا کو دکھانے کیلئے خاص قسم کے نعروں کی بانگ لگاتے ہیں لیکن ان کا عمل ان نعروں کی نفی کرتا ہے۔ (ایضا)

قاہرہ کے عربی روزنامہ الجمھوریہ (۹۳۔۲۔۲) نے ایران اور اسرائیل کے درمیان تعاون و روابط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ایرانی حکمرانوں کے بیانات اور عملی کارگزاریوں میں ہمیشہ تضاد ہوتا

ہے لیکن ان کا یہ طرز عمل حقیقت اور موجودہ اصلیت کو نہیں بدل سکتا۔

اخبار نے مذید لکھا کہ ایران اسرائیل کے خلاف کوئی مضبوط موقف اس لئے اختیار نہیں کر سکتا کہ دونوں کے درمیان انتہائی قریبی اور گہرا تعاون ہے ان کی دلچسپیاں اور ان کے باہمی مفادات عام تصور سے کہیں زیادہ مشترک اور ہم آہنگ ہیں۔

اخبار نے آگے چل کر لکھا کہ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جہاں ایرانی حکمران واشنگٹن کو بظاہر برا بھلا کہتے ہیں لیکن امریکہ کے ساتھ ان کے روابط نہ صرف خفیہ طور پر جاری اور مضبوط ہوئے ہیں بلکہ دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں۔ یہ بات کافی دلچسپ ہے کہ ایرانی آیت اللہ امریکی پارچہ جات، خوردونوش کی اشیاء اور امریکی فلموں کو ترجیح دیتے ہیں اور ڈھکے چھپے طور پر امریکی فلمیں اپنی مخصوص خوابگاہوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ (ایضا ص ۲۶۵)

۲۸ فروری ۱۹۹۳ کو ایران میں یہودیوں کی تنظیم نے ایک اخباری بیان جاری کیا جس میں مغربی ذرائع ابلاغ کی ایران میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا کی شدید مذمت کی۔ بیان میں کہا گیا کہ ایران میں مذہبی اقلیتیں پر امن اور باعزت زندگی گزار رہی ہیں۔ یہودی تنظیم نے کہا کہ ایران میں ''اسلامی انقلاب'' کی برکت سے یہودیوں نے اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں زیادہ دلچسپی لینا شروع کر دی ہے جس کی وجہ سے ان کے سائناگوگس (یہودی عبادت گاہیں) کی رونق بڑھ گئی ہے۔ (ایضا ص ۲۶۶)

قاہرہ کے عربی روزنامہ اخبار الیوم نے (۹۳-۳-۲۸) کو اطلاع دی کہ ایک بحری جہاز ۱۵۰ ملین ڈالر کا قیمتی (دس ملین بیرل سے زیادہ) ایرانی تیل لے کر اسرائیل کی بندرگاہ ایلات پر پہنچ چکا ہے۔

اخبار نے یہ بات پیٹرولیم ارگوس میگزین کے حوالے سے بتائی، اس میگزین نے اسرائیل اور ایران کے درمیان تعلقات کا بھی ذکر کیا اور لکھا کہ کچھ عرصہ پہلے دونوں ملکوں کے درمیان ایرانی تیل کے بدلے اسرائیل اسلحہ کی سپلائی کا معاہدہ ہوا تھا۔

عرب کے سفارتی نمائندوں نے اخبار الیوم کے نامہ نگار محمود صالح کو بتایا کہ ایران نے اپنے اس کاروبار کو دنیا کی نگاہ سے ہمیشہ پوشیدہ رکھا تاکہ اسرائیل کے ساتھ اس کے خفیہ مراسم اس کی فلسطین کے معاملے میں فریب کاری پر اثرانداز نہ ہوسکیں۔(ایضا رص ۲۶۷)

قاہرہ کے عربی روزنامہ الاخبار (۹۳۔۹۔۷) نے اپنے تبصرے میں ایرانی حکمرانوں کے اس رویے کی شدید مذمت کی جس میں انہوں نے اسرائیل اور فلسطین کے درمیان معاہدے کی مخالفت کی تھی۔

اخبار نے لکھا کہ ایرانی حکمرانوں کا یہ رویہ سمجھ سے بالاتر ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود ایران اسرائیل کے ساتھ مختلف شعبوں میں اپنا گہرا تعاون جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ایران افکار وعزائم رص ۲۶۸)

امریکہ اسرائیل نے مل کر عراق و افغانستان پر جنگ مسلط کی، اس موقعہ پر ایران نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے جو ظالمانہ کردار ادا کیا وہ اب کوئی ڈھکا چھپا نہیں رہا ہر کوئی جانتا ہے کہ ان دونوں اسلامی ریاستوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اب وہ شام پر چڑھ دوڑا ہے شام میں جو مسلمانوں پر ظلم وستم اور سفاکیت کا بازار گرم رکھا ہوا ہے ہر باشعور انسان اس سے واقف ہے ان حالات کا جائزہ لینے کے بعد ایک بار اللہ جل شانہ کے قرآن پاک میں نازل فرمائے ہوئے اس حکم کو بھی ملاحظہ فرمالینا چاہیے جس میں امت اسلام کو ان بدترین

دشمنان اسلام کے چہرے دکھا دیئے ہیں، کاش امت اسلام بیدار ہوتی تو گولیوں کی برسات میں مرتے مظلوموں، آ گ میں جلتے بے گناہ بچوں، بارود میں سلگتی عورتوں، بموں اور دھماکوں میں اجڑتے بے گناہ شہریوں کے تڑپتے لاشے نہ دیکھنا پڑتے، ایمان کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کی امت اسلام پر جارحیت کی یہ کوئی پہلی واردات نہیں امت اسلام کی پوری حیات اور گزری عمر کا ہر دوران ہی ایمان کا جھوٹا دعوی کر کے مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے والوں کے تابڑ توڑ حملوں، سازشوں اور تخریبی کاروائیوں سے بھرا ہوا ہے ان ہی کے ہاتھوں ہر زمانے میں کہیں کربلا کا معرکہ گرم ہوتا ہے تو کہیں سقوط بغداد کی کاری ضرب، اور ہم ہیں کہ دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے کسے دکھائیں؟ یہ کہہ کر بس صبر کر جاتے ہیں۔

آٹھویں علامت

”وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہو گئے“

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸ میں ان تیسرے طبقہ کی ایک یہ پہچان بھی بیان فرمائی کہ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں پس وہ لوٹیں گے نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے بارے میں بتایا کہ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ مؤمن نہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو دین حق سننے سے بہرے، حق بولنے سے گونگے اور دین حق کو دیکھنے سے اندھے ہو چکے ہیں لہٰذا وہ دین حق کی طرف لوٹنے والے نہیں، یہ کون لوگ ہیں؟

چند گزارشات ملاحظہ فرمائیں

ا۔قرآن پاک مرکز ہدایت ہے جس میں عقائد و نظریات کا واضح بیان موجود ہے مگر عقیدہ امامت کے نام سے بنائے گئے نظریہ کو صراحتاً بیان کرنے والا ایک لفظ بھی موجود نہیں جس کا اعتراف خمینی نے کشف اسرار گفتار دوم کی ابتدا میں کیا ہے اس کے باوجود ایمان کے جھوٹے دعویدار گروہ نے اپنے سارے دین کی بنیاد عقیدہ امامت پر دھری ہوئی ہے جب کہا جائے کہ عقیدہ کیلئے تو یقینی دلیل کی ضرورت ہے اور قرآن پاک میں ایک لفظ بھی عقیدہ امامت کی طرف صراحت کے ساتھ رہنمائی نہیں کرتا تو اس عقیدہ کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے ؟ تو آپ دیکھیں گے کہ اس دین کے یہاں "**صم بکم عمی فھم لا یرجعون**" کا عملی نقشہ سامنے آجائے گا۔

۲۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

امنوا کما امنا الناس (البقرہ/۱۳) کہ صحابہ کرام کی طرح ایمان لاؤ

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتداوا (البقرہ)اگر وہ صحابہ کرام کی طرح ایمان لائیں تو پھر وہ ہدایت پر ہیں

اس معنی کی متعدد آیات میں ایمان کا ایک معیار پیش کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان وہی معتبر ہے جو صحابہ کرام کی طرح قبول کیا جائے جب اللہ کی کتاب ان کو یہ حکم دیتی ہے تو ان کی وہی حالت ہوجاتی ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے بتادی ہے کہ "**صم بکم عمی فھم لا یرجعون**"۔

الغرض اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب میں جو دین کے بنیادی عقائد بیان فرمائے کہ قرآن لاریب ،تحریف وغیرہ سے پاک ،اللہ کی حفاظت میں تا قیامت باقی رہنے والی کتاب ہے تو دوسری سے دو ہزار سے زائد روایات کا ایک جنگل آباد ہے جو اس کتاب کو تحریف شدہ بتارہا ہے

قرآن اتارنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہے تو دوسری طرف سے بدا، پنجتن پاک اور یا فلاں مدد جیسے نعروں سے فضا گونج رہی ہے۔

صاحب قرآن کے بارے میں عقیدہ ختم نبوت کا صاف اعلان موجود ہے جبکہ دوسری طرف پورے بارہ افراد کو اس منصب پر محض نام کی تبدیلی کے ساتھ بٹھا دیا گیا ہے

قرآن پاک صحابہ کرام کے بارے میں تقریباً سات سو آیات کے اندر توصیفی وتعریفی القاب جاری کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف کا تو باوا آدم ہی کچھ اور ہے اس پاکیزہ جماعت پر تبرا، سب و شتم، کفر ونفاق کے فتوے اور ہرزہ سرائی کا ایک پورا کفرستان آباد ہے جب بھی اللہ کی کتاب انہیں ان ہزلیات، خرافات اور کفریات سے روکتی ہے تو ان کی وہی صورت حال ہوتی ہے جو خود دلوں کا حال جاننے والے علام الغیوب اور علیم بذات الصدور نے بتا دیا ہے کہ ”**صم بکم عمی فهم لا یرجعون**“۔

”آخری گزارش“

اس دوسرے رکوع میں اللہ جل شانہ نے کفر در کفر کئی ظلمتوں میں غرق ہو جانے والے انسانیت کے اس خطرناک تیسرے طبقہ کا تعارف پیش فرمایا ہے جو کافر بھی ہے اور دھوکہ باز بھی، ان کا کفر بھی کئی کفریات کا مجموعہ ہے اور عذاب جہنم بھی کئی سزاؤں کا مجموعہ ہے عذاب عظیم کے علاوہ عذاب الیم کی سخت ترین سزا کے ساتھ جہنم کے اس آخری طبقہ میں ان کو عالی شان محلات الاٹ کیئے گئے ہیں جس ساتویں طبقہ سے واپسی بالکل ہی محال ہے جس طرح اس گروہ کیلئے سزا سب سے سخت اور ٹھکانہ جہنم کے سب ٹھکانوں کا سردار ہے اسی طرح جہنم کے اس سرار طبقے میں پہچانے والا ان کا کفر بھی دیگر کفریات کا سردار اور ان کی سزا کی طرح اشد اور سخت ہے اور جس طرح ان کا کفر سخت اشد اور باقی کفروں کا سردار ہے اسی طرح ان کی اسلام اور اہل اسلام سے عداوت، دشمنی اور زہر آلودگی وضرر رسانی بھی باقی کفروں کی بہ نسبت زیادہ سخت اشد اور ضرر سانیوں کی سردار ہے

اور جس طرح ان کی دشمنی کا مقابلہ کرنا بڑا مشکل اور دشوار ہے اسی طرح ان کی پہچان اور تعارف حاصل کرنا بھی مشکل اور دشوار ہے لہٰذا پوری توجہ، جدوجہد اور گہری فکر ونظر کے بغیر اس تیسرے طبقہ کی پہچان اور ان کا تعارف حاصل نہیں ہوسکتا چنانچہ اللہ جل شانہ نے پہلے انسانی طبقہ کا تعارف دو آیات میں اور انجام و انعام ایک آیت میں بیان کیا دوسرے طبقہ کا تعارف ان کے انجام ٹھکانے سمیت صرف ۲ آیات میں بیان کیا اور تیسرے طبقہ کا تعارف اور پہچاننے کی علامتیں ۱۳ آیات کے پورے رکوع میں بیان فرمائیں اور ان کی وضاحت کیلئے با قاعدہ مثالوں کو بیان فرمایا اس انداز بیان سے ذی شعور آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ تیسرا طبقہ انسانی معاشرے کیلئے کتنا ضرررسان، امن وامان کیلئے کس قدر خطرناک اور نظام عالم کیلئے کس قدر نقصان دہ ہے اور اس طبقہ کو جاننا پہنچانا کس قدر اہم ہے ان کے پھیلائے ہوئے زہر آلود جراثیم اور ضرررساں تصورات ونظریات کا سدباب کرنا کتنا اہم ہے ''فساد فی الارض'' کیلئے ان کی طرف سے شروع کی گئی سکیموں اور تیار کی گئی سازشوں کی روک تھام کس حد تک ضروری ہے چنانچہ اللہ جل شانہ نے پوری وضاحت اور دوٹوک علامات ونشانیوں کے ذریعے امت اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب اور ننگا کر دیا ہے تا کہ امت اسلام امن عالم کیلئے کینسر کی مانند معاشرے میں پھیل جانے والے اس مریض طبقہ کو پہچان سکیں۔

راقم نے اس مقام پر صرف چند ایک علامات کی وضاحت کی ہے جو ہر شعور رکھنے والے انسان کے سامنے اس تیسرے طبقہ کی پہچان میں کافی ہوسکتیں ہیں، جو حضرات مزید ذوق رکھتے ہیں وہ اسی عنوان پر مشتمل کتاب ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' از ابوالحسن اور اہل علم کی تفاسیر قرآن ملاحظہ فرمائیں۔